No. ~~18~~ 17

THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September, 1974

(*Contains No. 1—21*)

CONTENTS

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, ISLAMABAD
PUBLISHED BY THE NATIONAL BOOK FOUNDATION, ISLAMABAD

No. 18

THE NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

PROCEEDINGS OF THE SPECIAL COMMITTEE OF THE WHOLE HOUSE HELD IN CAMERA TO CONSIDER THE QADIANI ISSUE

OFFICIAL REPORT

Monday, the 2nd September, 1974

(*Contains No. 1—21*)

ہے، ایک گفتگو ہے۔ اگر اس کے بعد ۹۹ تفاسیر کی جائیں تو وہ سب کفر ہوں گی۔ ایک کفر ایسا ہے جس میں اسلام ہو۔ اس قول کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ یہ مفہوم ہے۔ گفتگو میں یہ نہیں کہ کوئی آدمی ایک دفعہ مسلمان ہو گیا تو وہ لوہے اور پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہو گیا۔ کتنا ہی کفر کیوں نہ کرے، اللہ اور رسول ﷺ کو گالیاں دیتا رہے، یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ مسلمان ہی رہے گا۔ چونکہ صدر صاحب میری تقریر سے زیادہ محظوظ نہیں ہو رہے، اس لیے میں تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے اسی واسطے عرض کیا ہے کہ باقی لال مسجد میں۔ وہاں سب جا سکتے ہیں۔ یہاں میں ان سے پہلے سنوں گا جو لال مسجد نہیں جا سکتے۔

سید عباس حسین گردیزی۔ We are not entering into these intricacies.

شہزادہ سعید الرشید عباسی: جناب والا! صبح انھوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ آپ کو چیئرمین ایڈریس نہیں کیا جاتا۔ اب خود صدر کہہ رہے ہیں۔

Mr. Chairman: There are certain admitted facts.

جناب عبدالعزیز بھٹی: جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: بھٹی صاحب! آپ ان کے بعد۔

سید عباس حسین گردیزی: جناب والا! میری تقریر دس صفحوں کی ہے۔ اس لیے اگر مجھے ٹوکا نہ جائے تو تسلسل قائم رہے گا۔

جناب چیئرمین: آپ شروع کریں انشاء اللہ دس کے دو صفحے ہی رہ جائیں گے۔ اب ایک صفحہ پڑھ دیں باقی سائیکلو اسٹائل کرالیں گے۔

سید عباس حسین گردیزی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَرَسُوْلِنَا الْمُطْلَقِ وَھَادِیْنَا اِلٰی طَرِیْقِ الْحَقِّ وَشَفِیْعِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْاَخْیَارِ الْمُکْرَمِیْنَ۔ **اَمَّا بَعْدُ**۔ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَقَوْلُہُ الْحَقُّ۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

(اٰل عمران آیت ۱۰۲)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام اہل ایمان سے فرمایا ہے کہ ایمان لانے کے بعد پوری طرح تقویٰ اختیار کرو اور مرنے سے پہلے یقین کرلو کہ تم مسلمان ہو؟ حکم باری کا لفظی ترجمہ یہ ہے ''اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جو حق ہے تقویٰ الٰہی کا اور ہرگز نہ مرنا تم مگر مسلمان'' ____ یہ پیغام ہم سب کے لیے ہے۔ جو قرآن مجید کو آخری آسمانی کتاب مانتے ہیں۔ اس پیغام کا لانے والا وہ صادق و امین رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس کا نام نامی خدا تعالےٰ نے یوں لیا۔ ''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل'' اور محمد ﷺ نہیں ہیں مگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور دوسری جگہ ارشاد

ہوا۔ ''مَاكَانَ مُحَمَّدٌ'' اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب آیت ۴۰)۔اور نہیں تھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ تمھارے مردوں میں سے کسی کے لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کا پہلے ہی سے اچھی طرح علم رکھنے والا ہے۔''

پہلی آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیثیت متعین کی گئی ہے اور معجز نما طریقے سے کہا گیا ہے کہ ''محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو صرف رسول ہیں'' اور دوسری آیت میں اس بات کو پھر دھرایا اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت ختم ہے۔ آپ رسول اللہ اور خاتم النّبیّن ہیں'' ____ اسی کے ساتھ ارشاد ہوا اور اللہ ہمیشہ سے ہر نکتے ہر بات ہر مسئلے کا علیم ہے ____ اُسے انسان کے ماضی اور حال اور مستقبل کے تمام معاملات و مسائل کا علم تھا اور اب بھی ہے۔ اُس نے یہ فیصلہ انسان کی فلاح و بہبود کے لیے کیا۔ اُس نے اپنے رسول کو وحی کے ذریعے ''قرآن مجید'' عطا کر کے آخری کتاب نازل کی، جس میں ہر خشک و تر کا علم ہے۔ اور ہم سے کہا کہ میرا نبی اپنے ارادہ و خواہش سے کچھ نہیں بولتا۔ جب وہ بولتا ہے تو میری وحی اور میرے اشارے سے بولتا ہے۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰى'' قسم ہے ستارے کی، جب وہ جھکا تمھارا آقا تمھارا رفیق نہ گمراہ ہوا نہ بہکا۔'' مَايَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى وہ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ بولتا ہی نہیں۔ ''اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى وہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو انھیں کی گئی ہے۔ اس معصوم اور بلند مرتبہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے تمام احکام بلاکم وکاست انسانوں تک پہنچائے اور تمام اوامر پر کامل و مکمل عمل کیا۔ ایسا عمل جس کی سند میں قرآن مجید نے فرمایا ''وَلَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ رسول اللہ کی سیرت اسوۃ حسنہ ہے اور جب آنحضرت کامل و مکمل نظام زندگی لا چکے اور

انسان کے فلاح و بہبود کا قانون پہنچا چکے تو آیت اتری۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ''میں نے آج تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کو پسند کر لیا۔''

قرآن مجید کی ان آیتوں سے ثابت ہوا۔ ا۔ دین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں کامل و مکمل ہو گیا۔ اللہ کی نعمتیں تمام ہو گئیں اور اسلام بحیثیت دین کے اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ ۲۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم دین اسلام ہی پر زندہ رہیں اور اسی دین پر دنیا سے اٹھیں۔ ۳۔ اللہ کا آخری رسول اور نبیوں میں آخری نبی ایک ہی ہے جس کا نام اور اسم گرامی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہی قابل اتباع ہے اور اس کی پیروی کی جاسکتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی غیر کو مقتدا مانتا ہے اور اس کے طریقہ کو اسوۂ حسنہ پیغمبر سے بہتر جانتا ہے تو وہ مذکورہ بالا حقائق کا منکر ہے۔ اس کے نزدیک نہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آخری رسول ہیں نہ قرآن مجید آخری کتاب۔ نہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دینِ اسلام کامل و مکمل دین ہے نہ وہ اس دین پر مرنا چاہتا ہے۔ اس شخص کو مسلمان کہنا اسلام کی توہین، قرآن مجید کی توہین اور رسول پاک، خاتم النّبیین، خاتم المرسلین کی توہین ہے۔ اس بناء پر علماء اسلام نے ایسے شخص کو کافر کہا ہے اور ہمارے نزدیک جو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانے اور کسی کتاب کو کتاب وحی خدا جانے وہ اسی طرح کافر و نجس ہے جس طرح دوسرے مشرک اور کافر نجس ہیں۔ نہ اس کے ہاتھ پاک نہ ان سے رشتہ جائز نہ ان سے معاشرت درست ہے۔ ہمارے مجہدین کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرت شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے ''اِحْقَاقُ الْحَق'' عقیدۂ نبوت کا آغاز ہی ان لفظوں میں کیا ہے:

اَلْاَوَّلُ فِی نَبُوۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ. اِعْلَمْ اَنَّ ھٰذَا اَصْلٌ عَظِیْمٌ فِی الدِّیْنِ وَبِہٖ یَقَعُ الْفَرقُ بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْکَافِرِ. (احقاق الحق جلد دوم صفحہ۔۱۹۰ طبع ۱۳۸۸ھ)

مسئلہ نبوۃ کے مباحث میں پہلی بحث نبوۃ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گفتگو ہے۔ یاد رہے دین کی یہ اصل عظیم ہے۔ اسی بنیاد پر مسلم و کافر میں فرق قائم ہوتا ہے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی و رسول ماننے کا مطلب یہ ہے کہ بالفاظ قرآن کریم ''مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا'' جوتمہیں رسول حکم دیں اسے قبول کرو اور جس سے رسول روک دیں اس سے باز آ جاؤ۔'' اسی بناء پر مسلمان کا اعلان اور اس کا پہلا کلمہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰہِ'' اور ہم اس میں مزید کسی دعوے دار نبی و رسول کے لیے راستہ بند کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

جناب چیئرمین: میں عرض کرتا ہوں کہ باقی سائیکلوسٹائل کرا کے ہم تقسیم کرا دیں گے۔

سید عباس حسین گردیزی: میرے خیال میں جناب! مجھے پڑھنے دیں۔

جناب چیئرمین: ابھی ایک صفحہ پڑھا گیا ہے۔

سید عباس حسین گردیزی: تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ میں کتنا جلدی پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ہمارا ایمان بہت مضبوط ہے۔ یہ کمزور ایمان والوں کے لیے ہے۔

سید عباس حسین گردیزی: آگے بڑی اہم چیزیں ہیں۔ مجھے پڑھنے دیں۔ میں نے بڑی محنت کی ہے اور دیکھیے اس نے ہمارے فرقے پر جتنے attack کیے ہیں ان کا جواب لازمی ہے۔

ہم رسول اور نبی کو معصوم مانتے اور عصمت کو شرط نبوت مانتے ہیں۔ ہمارے علماء نے بالتفصیل لکھا ہے کہ نبی ہو یا رسول وہ آغاز عمر سے آخر زندگانی تک کوئی گناہِ صغیرہ یا کبیرہ نہیں کرتا، سہو و نسیان، بھول چوک، غفلت اور جھوٹ، بلکہ کوئی اخلاقی یا کردار کی گراوٹ بھی اس کی ذات اس کے عمل اس کی ضمیر اس کی نیت و ارادے سے دور رہتی ہے (دیکھیے سید مرتضیٰ علم الھدیٰ کی کتاب تنزیہہ الانبیاء کا مقدمہ صفحہ ۱) وہ ہر اعتبار سے سچا وہ ہر پہلو سے صادق ہوتا ہے اور ہر قسم کے جھوٹے سے مباحلہ کے لیے یہ کہہ سکتا ہے کہ ''فَنَجْعَلْ لَعْنَتَہُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔'' یعنی دعوت و دین، عقیدہ وعمل جو بھی جھوٹا ہو اُس پر ہم اللہ سے لعنت کی دعا کریں۔ واقعۂ مباھلہ سے ثابت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہر لحاظ سے طیب و طاہر، پاک و پاکیزہ اور معصوم تھے۔ اگر نبی معصوم نہ ہو، اگر وہ کفار کا حلیف ہو، اگر وہ دشمنان دین کا معاون ہو، اگر نبی و رسول اسلام کے مخالفوں سے مفاہمت کر لے، اگر اس کا کردار داغی ہو تو اس کی وحی پر بھروسہ اور اس کے قوم پر اعتماد نہ رہے گا۔ اور اس کا پیغام غلط و مشتبہ ہو جائے گا۔ تاریخی شواہد اور دوست دشمن اور معاصر گواہوں نے بلکہ مکے کے پورے معاشرے نے گواہی دی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق و آمین تھے۔ میں ان گواہیوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابو طالبؑ کا نام لیتا ہوں کہ وہ خاتم المرسلین ﷺ کے پہلے محافظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مربی تھے۔ حضرت ابو طالبؑ کا شعر ہے:

لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ
لَدَیْھِمْ، وَلَا یُعْنٰی بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ

(At this stage Mr. Chairman vacated the Chair which was occupied by Dr. Mrs.Ashraf Khatoon Abbasi.)

سید عباس حسین گردیزی: ان سب لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا فرزند (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جھوٹا نہیں ہے نہ غلط باتوں کی طرف توجہ کرتا ہے (دیوان شیخ الابطح صفحہ ۱۱)۔

اور حضرت علیؑ نے فرمایا ہے:-

''اللہ نے پیغمبروں کو بہترین سونپے جانے کی بہترین جگہوں میں رکھا اور بہترین ٹھکانوں میں ٹھہرایا۔ وہ بلند مرتبہ صلبوں سے پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ان میں سے کوئی گزرنے والا چلا گیا تو دین خدا کو دوسرا لے کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ یہ اللہ کا اعزاز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا جنھیں پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین معدن اور نشو ونما کے لحاظ سے بہت باوقار اصولوں سے پیدا کیا۔ اسی شجرہ سے جس سے سب نبی پیدا کیے اور انھی میں سے اپنے امین منتخب فرمائے۔ آپ ﷺ کی عترت سب سے بہتر عترت اور قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ، جو سرزمین حرم میں ابھرا، بزرگی کے سایے میں بڑھا، جس کی شاخیں لمبی اور پھل لوگوں کی دسترس سے باہر۔ آپ ﷺ متقی لوگوں کے امام اور ہدایت حاصل کرنے والے کے لیے بصیرت۔ وہ چراغ جس کی لو ضوفشاں اور ایسا ستارہ جس کی روشنی چھائی ہوئی ہے۔ ایسی چقماق جس کا شعلہ لپکتا ہوا۔ آپ کا کردار معتدل، آپ کا راستہ ہدایت'' ___ (نہج البلاغہ خطبہ ۹۳ حاشیہ محمد عبدہ طبع مصر صفحہ ۲۰۱)۔

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے لیے اصل لفظیں یہ فرمائی تھیں ''سِیرَتُهُ الْقَصْد'' قصد کے معنی ہیں افراط تفریط سے بچا ہوا راستہ، اس سے مراد ''عصمت'' ہے کہ اس میں نہ گناہ اور نہ لغزش کی افراط ہے نہ بے عملی اور کاہلی کی تفریط۔ اسی اخلاق معتدل اور عصمت حقیقی کو قرآن مجید نے ''خُلقِ عظیم'' سے یاد کیا ہے۔ ''وَ اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیم'' اور بے شک آپ عظیم اخلاقی قدروں کے مالک ہیں۔ ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے اسی عظمت کردار کو ''عصمت'' سے یاد کیا ہے اور علماء حدیث و عقائد نے نبی کے لیے عصمت کو شرط مانا ہے۔ مولانا دلدار علی لکھنوی کی ''عمادُ الاسلام'' جلد سوم میں اس مسئلے پر سب سے زیادہ تفصیل سے بحث ہے اور سید مرتضیٰ عَلَم الْھدیٰ نے ''تَنزِیهُ الانبیاء'' اسی مسئلہ پر لکھی ہے۔ علم کلام کی سینکڑوں کتابوں میں ہمارے علماء نے اس پر بحث کی ہے اور انبیاء کی عصمت ثابت کر کے مضبوط عقیدے کی بنیاد استوار کی ہے۔ اس لیے ایک شخص کو نبی ماننا جو غلطی در غلطی کرتا ہو، اصول اسلام سے انحراف اور سُنّۃ اللہ کی تردید ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت و رسالت اس لیے ختم ہے کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب ''قرآن مجید'' کی تعلیم میں کوئی اضافہ ممکن نہیں ہو سکا، آپ ﷺ کی شریعت سے زیادہ جامع شریعت پیش نہ ہو سکی۔ آپ کی تعلیم میں کسی بات کو دلیل سے باطل نہ کیا جا سکا۔ بلا دلیل معقول اور نافہمی سے کسی بات کا انکار دراصل ضد اور ''مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْ'' کی مخالفت ہے۔ اور اسی غلط مخالفت کا نام کفر ہے۔ مثلاً کوئی نماز کی فرضیت کا انکار کر دے کفر ہے۔ کوئی روزے کے وجوب کو نہ مانے کفر ہے اور کوئی جہاد کو فرض و واجب ماننے سے سرتابی کرے کفر کا مرتکب ہوگا۔

قرآن مجید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ معجزہ اور آپ ﷺ کے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی دلیل محکم ہے۔ یہ مقدس کتاب وحی کا معیار معین کرتی ہے اس کی فصاحت و بلاغت اس کا علمی مرتبہ، اس کی دعوت کا اسلوب لاجواب ہے اور اس کی وحی کے بعد وحی کا دعویٰ، قرآن مجید کا تمسخر ہے۔ لطف یہ ہے کہ قرآن مجید نے انبیاء کے لیے ایک اصول بتایا ہے۔ ''وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہ'' اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا۔ سورۃ ابراہیم کی اس آیت میں ''بلسانِ قومہ کہہ کر ہمیں ایک ضابطہ دے دیا گیا ہے۔ اگر

اب سے تقریباً سو برس پہلے پنجاب میں مرزا غلام احمد نے جو وحی کا دعویٰ کیا اور بقول اس کے یکے بعد دیگرے کتابیں آئیں تو انھیں پنجابی میں آنا چاہیے تھا، یہ بات کیا ہے کہ وہ کتابیں اُردو میں آتی ہیں۔ عربی و فارسی میں آتی ہیں اور کبھی انگریزی میں اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے اور ایک ہندو لڑکے سے سمجھنے کے لیے مدد لیتا ہے۔ اور اگر اس کی قومی زبان اس وقت بھی اردو تھی تو پھر وحی کا معیار کم از کم میر امن کی ''باغ و بہار'' یا رجب علی بیگ کے ''فسانہ عجائب'' اور مرزا غالب کے خطوں کی زبان سے تو کمتر نہ ہوتا ____ کتنی عجیب بات ہے کہ قوم کی زبان نبی کی زبان سے بہتر ہے۔ اور نبی صاحب کی زبان کا کوئی معیار ہی نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مدعی نے اردو میں اپنے خیالات لکھ کر خود اپنے دعوے کا بھرم کھو دیا۔ اور عقل مندوں کے لیے خدا کی حجت تمام ہوگئی کہ جو شخص بات کا سلیقہ اور ادب کا رشتہ نہ رکھتا ہو اس کی بات کا اعتبار کیا۔ اور جس کی بات بے وقار ہو اس کا دعویٰ جھوٹ کے سوا کیا ہوگا۔ اور جو اتنا بڑا جھوٹ بولے، جو اللہ اور رسول ﷺ پر زندگی بھر افترا کرتا رہے۔ جو اپنی گڑھنت کو خدا کی طرف منسوب کرے اس کی سزا کم از کم یہ ہے کہ اللہ کے ماننے والوں کے زمرے میں اس کا شمار جرم قرار دیا جائے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ نبوت ایک الٰہی منصب ہے، جسے خدا ہر ایک کے حوالے نہیں کرتا، قرآن مجید نے صاف صاف کہا ہے اور قیامت تک کے لیے اعلان فرما دیا ہے کہ ''لَایَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ'' میرا عہد ظالموں کے ہاتھ نہیں آ سکتا، اور ظالم کون ہے، قرآن مجید نے فرمایا ہے:

''وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْھِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَکُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ غَیْرَ الْحَقِّ وَکُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِہٖ تَسْتَکْبِرُوْنَ۔

(سورۃ الانعام آیت ۹۳)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ موٹ افترا کرے یا کہے مجھ پر وحی ہوتی ہے حالانکہ اُس پر وحی ذرا سی بھی نہ آئی ہو۔ اور وہ جو کہے مجھ پر ویسی ہی کتاب نازل کیے دیتے ہوں جیسے اللہ نازل کر چکا ہے۔ کاش تم دیکھتے یہ ظالم موت کی سختیوں میں پڑے ہیں اور فرشتے ان کی طرف جان نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور نکالو، اپنی جانیں، آج تم کو ذلیل کن عذاب کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ تم کہتے تھے اللہ پر خلاف حق اور تم اس کی آیتوں سے اکڑا کرتے تھے۔''

غور کیجیے مرزا جی اپنے آپ کو کبھی مریم کہتا ہے۔ پھر وہی اپنے آپ کو ابن مریم کہتا ہے اور وہی اُسے شراب خوار بتاتا ہے۔ (کشتی نوح)۔ انصاف کیجیے کہ ایسے افترا پرداز اور اللہ جیسی عظیم و اکبر ذات پر اس قدر بہتان باندھنے والے کی سزا کتنی سخت ہونا چاہیے۔ شریعت کی اصطلاح میں اِسی کو ارتداد کہتے ہیں اور مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے۔

جنابِ عالی! اسی ماہ شعبان یعنی اگست ۷۴ء کے ''کویتی ماہ نامہ'' اَلـــدُّعِـــی اُلاِسْـــلامِـــی'' میں صفحہ ۱۰۶ پر، وزارت اوقاف وشؤنِ اسلامیہ کویت کے ترجمان نے مرزا غلام احمد کے دعویٰ ''مسیح منتظر'' ____ روحِ مسیح اس میں اتر آئی ہے'' ____ ''اس پر وحی ہوتی ہے'' ان جیسے چند نکتوں کو پیش نظر رکھ کر ''نفی جہاد'' اور ''انگریزوں کی غیر مشروط حمایت'' کے پس منظر میں اس شخص اور اُس کی جماعت کو اسلام کے خلاف منظّم سازش اور اسلام کی جگہ ایک دین جدید بتایا گیا ہے۔ اور یقیناً ہر صاحب عقل و ہوش اس سازش کا قلع قمع کرنا چاہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان علماء اسلام کے اس متفق علیہ فیصلے کو نافذ العمل قرار دے گا کہ قادیانیوں اور لاہوریوں کے دونوں گروہ جو مرزا غلام احمد کو صاحب وحی مانتے ہیں اپنے اس عقیدے میں باطل پر ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے اس عقیدے کو صحیح مانتے ہیں تو بقول علماء یہ سب کافر ہیں اور ایک ایسے دین کے پرستار ہیں جن کا اسلام سے کوئی رشتہ نہیں ____ یہ ایک

اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں جسے اور اقلیتیں ہمارے ملک میں رہتی ہیں یہ بھی ایک اقلیت ہے اور ملک میں رہتی ہے۔

نبی اور رُسول ہونے کا یہ دعویٰ دار اور اس کی جماعت واضح طور پر اپنے ملفوظات، اپنے عقائد، اپنے اعمال، اپنے خود ساختہ نظام میں خود ہی ہم سے الگ ہے اور ہمیں کافر سمجھتی ہے اور حقیقی مسلمان نہیں جانتی۔ یہ لوگ کبھی رسُولوں کی توہین کرتے ہیں۔ کبھی بزرگان دین کو سُبک کرتے ہیں۔ اُن کی مسلسل یہی کوشش ہے کہ کسی طرح مسلمان ذلیل ہو جائیں۔ مسلمان مشتعل ہوکر یا ان سے دست و گریباں ہوں یا آپس میں کٹ مریں۔ شعیہ سُنّی اختلاف ہو، شیعہ ہوں یا دیو بندی اور بریلوی، اہل حدیث ہوں یا حنفی۔ ایک گھر کے افراد، ایک سماج کے رکن، ایک دین کے پرستار ہیں۔ یہ فرزندان اسلام ناموس توحید و رسالت پر جان نثار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ وہ سب توحید و رسالت و قرآن پر یکساں عقیدہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے قرآن کے مقابلے میں کبھی کسی کتاب کو رکھنے کی جسارت نہیں کی۔ انھوں نے نبی کے برابر کسی کو نہیں مانا۔ ان ملجا و ماویٰ ایک، ان کا مرنا جینا ایک ان کا دستور ایک یہ دونوں اسلام کی قدیم ترین تشریحیں ہیں۔ یہ دونوں دین اسلام کے دفتر کے دو صفحے ہیں۔ ان دونوں نے ہمیشہ دین پر جان قربان کی ہے۔ یہ دونوں ایک ساتھ مرے ہیں، انھوں نے اپنی موت گوارا کی ہے مگر ایک دوسرے کو موت سے بچایا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام، رسول پاک ﷺ کے بھائی بھی ہیں اور پروردۂ آغوش بھی، داماد بھی ہیں اور جان نثار بھی۔ ان کے والد بزرگوار نے سب سے پہلے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے منصب کی حفاظت میں غیر معمولی جان فروشی اور بے مثال قربانی دے کر مسلمانوں کو سبق دیا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان اور آبرو، پیغام اور حقانیت پر آنچ نہ آنے دینا۔ مکے میں

جب تک ابو طالبؓ زندہ رہے، آنحضرت ﷺ پر آنچ نہ آنے پائی۔ جب دیکھا کہ قریش نہیں مانتے تو اللہ کے آخری نبی ﷺ کو اپنے قلعے میں لے کر چلے گئے اور ''شعب'' میں اتنی سختیاں اٹھائیں کہ جب محاصرہ ختم ہوا اور اُس کے دروازے کھلے تو ابو طالب علیہ السلام فاقوں کی زیادتی اور غموں کی فراوانی سے اتنے کمزور و ناتواں، ضعیف و نیم جاں ہو چکے تھے کہ زیادہ دن دنیا میں نہ رہ سکے اور چند دنوں میں سفر آخرت فرما گئے۔ علیؑ اس عظیم باپ کے فرزند تھے، آپ نے شب ہجرت سے لے کر اُحد و بدر و حنین، خیبر و خندق بلکہ مباہلے تک ہر معرکے میں حق خدمت کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔ اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت ذوالعشیرہ سے حجتہ الوداع تک ہر موقع پر اپنا بھائی اور امت کا مولا کہا، حد یہ ہے کہ خود سرور دو عالم خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تشبیہ حضرت ہارون نبی سے یوں ''اَنتَ مِنّی بِمَنزِلَتِ هَارُونَ مِنْ مُوسیٰ'' ____ تم مجھ سے وہی نسبت رشتہ اور وہی درجہ رکھتے ہو، تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون تھے۔ میں قربان ہوں حکمت و نگاہ نبوت پر، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ اس پر تمام نہیں کیا بلکہ فرمایا اِلَّا اَنَّـهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس لیے کوئی علیؑ کو نبی ﷺ نہ مان لے۔ رسُول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہم مسلمان کسی ایسے شخص کو مسلمان نہیں مانتے جو علیؑ کو نعوذ باللہ من ذلک اللہ یا اللہ کے برابر مانتا ہو۔ یا جو شخص بھی حضرت علی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حریف یا ہم منصب و ہم رتبہ سمجھتا ہو۔ وہ لوگ مشرک و **کافر ہیں۔ رسُول** اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقابلہ، معاذ اللہ! ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ **اب تک نہج البلاغہ** یعنی حضرت کے خطبوں کا مجموعہ بڑے بڑے عربوں کو حیران کیے ہوئے ہے **اور صدیاں** گزر گئی ہیں مگر وہ خطبے ادب و فکر و فلسفۂ اسلام میں اپنا جواب **دیکھنے سے محروم** ہیں۔ صدیوں سے پڑھنے والے پڑھتے اور شرحیں لکھتے چلے آئے ہیں۔

مگر کسی نے کہیں نہ سنا اور نہ پڑھا کہ امیر المومنین یا ان کے ماننے والے اثنا عشری آپ کو صاحب وحی مانتے ہوں۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: گردیزی صاحب کتنے pagesاور ہیں۔

سید عباس حسن گردیزی: بس جناب تین pagesاور ہیں۔

محترمہ قائم مقام چیئرمین: تو پھر آپ نماز کے بعد پڑھنا۔ نماز کا ٹائم ہو رہا ہے۔
We break for Maghrib Prayers and then we will meet at 7:20 p.m. again.

(The Special Committee adjourned for Maghrib Prayers to meet at 7:20 p.m.)

(The Special Committee re-assembled after Maghrib Prayers, Mr. Chairman (Sahibzada Farooq Ali) in the Chair.

جناب چیئرمین: کتنے صفحے رہ گئے ہیں؟

سید عباس حسین گردیزی: جناب کوئی چار صفحے باقی ہیں۔

جناب چیئرمین: چار صفحے باقی ہیں، یعنی آدھا گھنٹہ لگے گا۔

Saiyid Abbas Hussain Gardezi: It is a matter of little more than ten minutes.

Dr. Muhammad Shafi: We all agree that he should be given time.

Mr. Chairman: I will agree to what you agree.

میں نے یہ پوچھا ہے کہ کتنے صفحے باقی رہ گئے ہیں۔

Dr. Muhammad Shafi: Thank you very much.

مولانا عبدالمصطفٰے الازہری: جناب والا! ہم سب لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ یہ باقاعدہ پورا پڑھیں۔

جناب چیئرمین: اچھا، آپ کو ایک موقع اور ملے گا۔

مولانا عبدالمصطفٰے الازہری: ضرور دیں۔

جناب چیئرمین: لازماً۔ آپ تو موجود نہیں تھے جب میری اور ان کی ....

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: جناب والا! دیکھیے، بات یہ ہے کہ آپ ہمارے حقوق کے کسٹوڈین ہیں۔ ہمارے ساتھ اس ملک میں بڑی زیادتیاں ہوتی ہیں۔ بخدا میں نماز پڑھ کر آ رہا ہوں اور صحیح عرض کرتا ہوں کہ ہم نے رات دو گھنٹے تک پی آئی اے آفس میں مسلسل کوشش کی کہ صبح ساڑھے آٹھ بجے والی فلائٹ پر ہمیں سیٹ مل جائے۔

جناب چیئرمین: آپ نے مجھ سے کیوں نہیں بات کی۔ آپ ٹیلیفون کرتے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ ایسا ہوتا۔

مولانا شاہ احمد نورانی: مولانا ظفر احمد انصاری کو اور مجھ کو دونوں کو انھوں نے آج صبح کی سیٹ نہیں دی۔ اور ہم نے کہا کہ صاحب ہمیں ایم این اے کے کوٹہ میں سے سیٹ دے دیں تو انھوں نے کوٹہ سے سیٹ نہ دی۔ بارہ بجے کے فلائٹ پر انھوں نے سیٹ دی۔ اگر سیشن جاری ہو تو تمام سیٹیں کینسل کر کے ایم این اے کو پہلے سیٹ دینی چاہیے۔ مولانا انصاری صاحب کو بھی سیٹ نہیں دی آٹھ بج کر بیس منٹ کے plane پر، اور مجھ کو بھی نہیں دی اور سوا بارہ بجے سیٹ دی۔

جناب چیئرمین: میری بات سنیں کہ کوٹے کے علاوہ M.N.A.'s should be given preference.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: صبح کی 8:20 کی plane کی سیٹیں خالی تھیں لیکن ہمیں سیٹ نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے لکھ کر دیں۔ میں اس کی باقاعدہ complaint کرتا ہوں۔ You should have contacted me.

دوسری بات یہ ہے کہ رول یہ ہے کہ MNAs should be given preference while going to attend the session.

Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqi: Yes, during the session.

Mr. Chairman: That I will do.

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: جناب والا! میں ابھی لکھ کر دیتا ہوں۔ اسی لیے تاخیر ہوگئی کہ............

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں، I am sorry۔ مولانا سے میں نے یہی عرض کیا تھا۔ یہ تقریر کر رہے تھے تو میں نے کہا کہ آپ نے یہ سب کچھ لکھ کر دیا ہوا ہے، 37 کہیں اور جنھوں نے لکھ کر نہیں دیا ان کو زیادہ موقع ملنا چاہیے۔ یہ ایک اصولی بات ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: دو چار باتیں جو اس نے بعد میں اٹھائیں____ یہ ذرا پہلے تیار ہوگیا تھا____ اس کی وضاحت علامہ صاحب فرمانا چاہتے تھے۔ ویسے یہ بیان متفقہ ہے۔

جناب چیئرمین: باقی میں نے کہا کہ کچھ فرما دیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: دو تین وضاحتیں رہ گئی تھیں، جو مرزا ناصر احمد نے جرح میں کیں۔ وہ باتیں اس میں آنہ سکیں کیونکہ یہ ذرا پہلے تیار ہوگیا تھا۔

جناب چیئرمین: میں نے عرض کیا تھا کہ کچھ یہ بیان فرما دیں باقی لال مسجد میں ہم سُن لیں گے۔ یہی بات میں نے کی تھی۔ سید عباس حسین گردیزی!

سید عباس حسین گردیزی: جناب والا! مجھے ہدایت ہوئی ہے ممبر صاحبان کی طرف سے کہ میں ذرا آہستہ آہستہ پڑھوں۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں۔ یہ ہدایت بالکل غلط ہے۔ آپ تیزی سے پڑھیں۔

سید عباس حسین گردیزی: اصول دین وعقائد امامیہ کا طویل وضخیم دفتر اس عقیدے سے خالی اور تمام شیعہ اس عقیدے سے بری ہیں۔ دراصل یہ الزامی جواب اور ڈوبتے میں تنکے کا سہارا ان لوگوں کی طرف سے ہے جن کے دینی رہنما نے اپنی تالیف ''آئینہ کمالات'' صفحہ ۵۶۵ پر لکھتے ہیں۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔'' ''حقیقۃ الوحی'' صفحہ ۱۲۵ پر لکھا ہے۔

"یوم یاتی رَبُّکَ فِی ظُلَلٍ من الغُمَامِ" ۔ اُس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا، یعنی انسانی مظہر (مرزا) کے ذریعے اپنا جلال ظاہر کرے گا۔'' اور حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۱۰۵ کی یہ بات

''اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْأً اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْن ۔ یعنی اے مرزا، تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو ''کن'' کہہ دے وہ فوراً ہو جاتی ہے۔''

حضرت علی علیہ السلام کے خطبات کا مجموعہ نہج البلاغہ۔ امام زین العابدینؑ کی دعاؤں کا مجموعہ ''صحیفہ کاملہ'' امام علی رضا علیہ السلام کی ''فقہ الرضا'' اور بعض آئمہ کی طرف منسوب کتابیں موجود ہیں۔ ان کے مطالعے سے اسلامی عقائد اور مسلمہ مسائل دین کے علاوہ، اللہ کی عظمت، توحید کی جلالت اور حقیقت عبدیت وکمال بندگی کے سوا کوئی بات ثابت نہیں کی جاسکتی۔ یہ کتابیں تعلیمات رسول ﷺ کی ترجمان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین حق کا اثبات ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی عظمت یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث اور آپ کی اُن قربانیوں پر قائم ہے جس پر طنز کرنے والا اسلام کا مذاق اڑاتا ہے۔ ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ ۳۱۰ کا یہ جملہ کس قدر

مجرمانہ ہے ''اب نئی خلافت اور زندہ علیؑ (مرزا) تمھارے پاس ہے۔ تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔'' یہ دریدہ دہنی اس علی علیہ السلام کے بارے میں ہے جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ آلہ وسلم نے فرمایا ''من کنت مولا۔ فھذا علی مولاہ۔'' جس کا مولا میں ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔

مرزا ناصر احمد نے اپنے محضر نامے میں جن غیر مستند اور بعض غیر شیعہ اثنا عشری کتابوں کے حوالے دے کر شیعہ سنی اختلاف کو ابھارنے کی کوشش کی ہے وہ دراصل اسلام کو بدنام کرنے کی سازش کا ایک حصہ ہے۔ ان کے حوالے ناقص و غلط ہیں۔ تذکرۃ الائمہ نامی بے شمار کتابیں ہیں۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے محضر نامے کے صفحہ ۱۸۳ پر حوالہ در حوالہ جن کتابوں کو استعمال کیا ہے۔ نہ ان کے مولف کا نام ہے۔ نہ کتابوں کے صحیح نام، نیز ان میں سے کوئی کتاب نہ وحی ہے نہ الہام نہ شعیوں پر ان کتابوں پر ایمان لانا واجب ہے نہ ان کی مندرجات کو صحاح کا درجہ اور نعوذ باللہ قرآن مجید کا مقابل تصور کیا گیا ہے۔ امام کی ذات وصفات کی شرطیں سخت اور بالکل واضح ہیں۔

علم وعصمت کی شرط پر نبوت کے دعوے یا اس کی مماثلت کا شبہ کرنا ہی بے معنی ہے۔ حسن مجتبےٰ جنھوں نے حکومت پر اس لیے ٹھوکر ماری کہ نانا کا دین ان کی جنگ و جہاد سے کمزور نہ ہو جائے جن کا فیصلہ تھا کہ میں رہوں یا نہ رہوں رسولؐ اللہ کا نام تو رہ جائے۔ جانشینی رسولؐ کا تقاضا ہی یہ تھا کہ حضرت امام حسنؑ ذاتی مسئلہ کو نظر انداز کر کے اسلام اور رسول اسلام کے مفادات کو وسیع تر معیار سے دیکھتے۔ امام حسن علیہ السلام کے بعد امام حسین علیہ السلام امام ہوئے اور رسولؐ اللہ کے جانشینی کا تاج امام حسین علیہ السلام کے سرمبارک پر ضوفگن ہوا۔

آں امامِ عاشقاں پور بتولؑ   سروِ آزادے زبستان رسولؐ

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر   معنی ذبحِ عظیم آمد پسر

زندہ حق از قوت شبیری ست   باطل آخر داغ حسرت میری ست

بہرحق در خاک وخون غلطیدہ است   پس بنائے لاالہٰ گردیدہ است

خون او تفسیر ایں اسرار کرد   ملت خوابیدہ را بیدار کرد

تیغ لا چوں از میاں بیرون کشید   از رگِ ارباب باطل خوں چکید

نقش الااللہ بر صحرا نوشت   سطرِ عنوان نجات ما نوشت

رمزِ قرآن از حسینؑ آموختیم   ز آتش او شعلہ ھا اندوختیم

تار ما زخمہ از اش لرزاں ہنوز   تازہ از تکبیر او ایمان ہنوز

سیّد سرداران جنت، سید الشہداء علیہ السلام جن کے احسان سے مسلمانوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کہہ رہے ہیں:

شاہ است حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ

دین است حسینؑ دین پناہ است حسینؑ

اس عظیم امام کے لیے یہ مصرع کس قدر توہین خیز ہے کہ

کربلا ئیست سَیرِ ہر آنم   صد حسینؑ است در گریبانم

رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فرمائیں ''حسینؑ منی وانا من الحسینؑ'' حسین مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔

''اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا وَ اَبْغَضَ اللّٰہُ مَنْ اَبْغَضَ حُسَیْنًا''۔ اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسینؑ سے محبت کرتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے جو حسینؑ سے بغض رکھے۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد کی جسارت دیکھیے۔ دراصل ان کو اپنا منہ دیکھنے کے لیے گریبان کا رخ کرنا چاہیے۔

بات پنجتن پاکؑ تک آ پہنچی ہے تو مرزا غلام احمد نے گلِ سرسید چمنِ رسالت
نور چشم ختمی مرتبت حضرت سیدہ کبریٰ فاطمۃ زہرا سلام اللہ علیہا کے بارے میں جو ہرزا سرائی
کی ہے وہ ہر مسلمان کے لیے دل آزار ہے اور اسی گستاخی کی وجہ سے خدا نے مرزا جی کو
بدترین موت دی۔ محترم حضرات! قادیانی اور لاہوری حضرات نے اپنے بیانات میں
اقرار کیا ہے۔ دونوں کا اظہار ہے کہ غلام احمد پر وحی ہوتی تھی۔ ان کی بہت سی کتابیں
آسمانی مانی جاتی ہیں۔ اس سے صاف صاف عیاں ہے کہ قادیانی اور لاہوری صاحبان
براہِ راست ایک ایسے شخص کی امت میں ہیں جو صاحب وحی ہے اور صاحب رسالت
کبریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجبوری کے طور پر یا ضمنی حیثیت سے جو
بھی مانتے ہیں، وہ مانتے ہیں۔ ورنہ مرزا صاحب تو بقول خود نعوذ باللہ مسیح زماں، کلیم خدا
اور نقل کفر کفر نباشد۔ محمد و احمد تک بن بیٹھے ہیں۔ شاید موصوف کو ہندوؤں کا فلسفہ تناسخ یا
آواگون کا یقین ہو گیا تھا۔ جبھی تو کہا ہے:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

(تریاق القلوب صفحہ ۳)

اور تو اور مرزا غلام احمد تو اپنے جھوٹ پر یہاں تک دلیری کر چکا ہے کہ ''دافع البلا'' صفحہ ۱۱
میں کہہ دیا ہے:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' شاید ایسے ہی موقع کے
لیے یہ محاورہ ہے ''ایاز قدر خود بشناس''

میں اب زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا۔ صرف دو باتوں کی طرف ایوان کی توجہ مبذول
کرنا چاہتا ہوں۔

نمبر۱: قرآن مجید کا حکم ہے۔ ''وَاعْتَصِمُوْ بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْ''۔ اللہ کی
رسی سے وابستہ ہو جایے اور انتشار سے بچیے۔ دشمنان اسلام مسلمانوں کو خانہ جنگی،
اندرونی اختلاف اور فکری پریشانیوں میں الجھا کر ہم سے ایمان کی دولت چھیننا چاہتے
ہیں۔ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارا رشتہ توڑنے کی فکر میں ہیں۔ ہماری
قوت کا سرچشمہ توحید و نبوت ہے۔ ہمارا مرکز اتحاد قرآن ہے۔ ہمارا معاشرہ اسلام پر مبنی
ہے۔ ہم نے ان مرزائیوں کی ریشہ دوانیاں بچشم خود دیکھ لی ہیں جو قادیان سے کشمیر اور
انڈونیشیا سے افریقہ تک اپنا نظام فکر و عمل پھیلا چکے ہیں۔ جو ہندوستان اور فلسطین میں
منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ ہم ان سے محتاط رہیں اور اسلام کے قلعے میں کوئی رخنہ واقع

نہ ہونے دیں۔ کافر کو کافر کہتے نہ ڈریں اور برطانوی استعمار کے سیاسی ہتھکنڈوں سے اپنا
پیچھا چھڑائیں۔ آپس کی لڑائیوں کا نتیجہ سب نے دیکھ لیا۔ ''دشمن رانتواں حقیر و بے چارہ شمرد''۔
شیعہ سنی اپنے گھر میں لڑے باہر والوں نے دونوں کی باتوں کو ریکارڈ کر کے ہماری تاریخ
ہمارے روابط ہمارے معاملات سمجھے بغیر ہم دونوں کو غیر مسلم کہہ کر اسلام کے نام پر دعویٰ
کر دیا۔ اگر اس دعوے کے فیصلے میں ذرا بھی غلطی ہوئی۔ اگر ہم نے اب بھی ہوش سے
کام نہ لیا۔ اگر خدانخواستہ پیر لڑکھڑا گئے تو کل تاریخ کہے گی:

''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے''

آپ کے لیے مسئلہ صاف ہے۔ آپ نے دودھ میں پانی کی آمیزش دیکھ لی۔ آپ
اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ ''برعکس نہند نام زنگی کافور''۔

آپ نے تمام دنیا کے بڑے بڑے علماء کے فتوے پڑھ لیے، تمام مسلمانوں کے
عقائد سمجھ لیے۔ آپ نے مرزا غلام احمد، اور اب مرزا ناصر احمد اور ان کے ساتھیوں کے

دعوے اور دلیل کا وزن پرکھ لیا، آپ نے ملک کے عوام کا مطالبہ سن لیا۔ اب دیر نہ کیجیے۔
مسلمانوں کو ان کے عقیدے اور ان کے دین سے محروم کرنے یا اس میں دخل دینے کے

بجائے، قادیانی یا بقول غلام احمد ''احمدی'' جماعت یا جماعتوں کو خارج از اسلام ماننے کا اعلان کر دیں۔

۲۔ عالم اسلامی اور مسلمان مملکتوں سے اتحاد، مسلمان عوام سے برادرانہ تعلقات کو فروغ دینا ہماری خارجہ سیاست کی اساس ہے۔ ہماری حکومت کسی پاکستانی شہری کو اس کے حقوق سے محروم نہیں کرتی۔ نہ ہمارے عوام کسی پاکستانی شہری کو دکھ پہنچانے یا پریشان کرنے کے خواہش مند ہیں۔ ان حالات میں اگر قادیانی جماعت کو اقلیت غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے تو آئین پاکستان اور نظریہ پاکستان کے عین مطابق ہوگا اور ہمارا ایوان اپنے ایک فرض کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

اس سلسلے میں شیعہ علماء وفقہا کے فتوے حاضر ہیں:

مسئلہ ختم نبوت اور شیعہ

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا آخری نبی ہونا قرآن اور سنت اجماع و عقل سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خاتم النبیّین یعنی آخری نبی فرمایا۔ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال آئیں گے۔ وہ دجال اس لیے ہوں گے کہ ان میں سے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (حدیث متفق علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ مولائے کائنات حیدر کرار علیہ السلام پُرنم آنکھوں سے آپ کو غسل دے رہے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ ﷺ کی وفات سے کچھ ایسی چیزیں منقطع ہو گئی ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کی وفات سے منقطع نہیں ہوئی تھیں۔ یعنی نبوت، احکام الٰہی اور اخبار آسمانی۔ (نہج البلاغت)

حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ نے نہ قرآن پاک کے بعد کوئی کتاب بھیجی کیونکہ اس نے قرآن پاک کو آخری کتاب قرار دیا اور نہ ہی کوئی نبی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آخری نبی فرمایا۔ (اصول کافی)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک شاگرد کو شیعی عقائد تعلیم فرمائے۔ نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ (صفات الشیعہ صدوقؒ)۔

ہر دور میں شیعہ علماء کا اس بات پر اجماع رہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم النبیّین یعنی آخری نبی ہیں۔ اور یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے۔ اس کا منکر مرتد ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو واجب القتل۔ چنانچہ حضرت مولانا شیخ محمد حسین نجفیؒ مرحوم جو اس صدی کے شیعہ علماء میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں، اپنی کتاب اصل و اصول شیعہ جس کا ترجمہ علامہ ابن حسن صاحب نجفی نے کیا ہے، رضا کار بکڈپو لاہور نے شائع کیا ہے۔ صفحہ۲۷ پر نبوت کے بیان میں فرماتے ہیں:

شیعہ امامیہ کا یہ عقیدۂ راسخہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت یا نزول وحی کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور واجب القتل۔

ادارہ تبلیغ شیعہ راولپنڈی اور اسلام آباد نے ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے فوراً بعد مختلف شیعہ علماء سے ان لوگوں کے بارے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانیں کے بارے میں استفسار کیا۔ ان میں سے بعض کے بیانات درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا سید نجم الحسن کراروی (پشاور) جو اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبر ہیں اور اس کونسل میں شیعوں کے نمائندے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

حضرت مولانا ملک اعجاز حسین صاحب قبلہ فاضل عراق پرنسپل دارالعلوم جعفریہ خوشاب تحریر فرماتے ہیں:

'بالاتفاق مسلمین کاذب دعویٰ نبوت کرنے والا اور اس کو برحق نبی ماننے والا کافر ہے۔ کیونکہ معیار کفر فقط اللہ اور اس کے رسول کا انکار ہی نہیں بلکہ ضروریات دین کا انکار بھی کفر ہے۔ اسی طرح چونکہ ختم نبوت ضرورت دین میں سے ہے یعنی اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے لہٰذا اس کا منکر اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبی ماننے والا کافر ہے۔ مذکورہ حکم پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔''

حضرت مولانا محمد جعفر صاحب خطیب مسجد شعیہ اور مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب صدر الافاضل لاہور تحریر فرماتے ہیں:

''چونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار از روئے قرآن و حدیث ضروریاتِ دین اور ارکان اسلام میں سے ہے لہٰذا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر اپنی نبوت کا مدعی نہ بھی ہو کافر و نجس العین ہے چہ جائیکہ آنحضرتؐ کی ختم نبوت کے انکار کے ساتھ کوئی اپنی نبوت کا مدعی ہو۔ شیطان نے محض انکار نبوت کیا تھا۔ قدرت نے اس کو ملعون و کافر قرار دیا حالانکہ اس نے انکار نبوت کے ساتھ اپنے نبی ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ یہ ظاہر بلکہ اظہر ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم نبوت کا صریحی اعلان کر دیا تو ختم نبوت کا انکار حقیقتاً آنحضورؐ کی نبوت اور صداقت کا انکار ہے۔''

حضرت مولانا مرزا یوسف حسین صاحب (میانوالی) تحریر فرماتے ہیں:

''جمہور مسلمین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص اصولِ دین یا ضروریاتِ دین میں سے کسی جز کا منکر ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیّٖن ہونا اور آخری پیغمبر ہونا متفق علیہ ہے اور ضروریاتِ دین سے ہے۔ اس لیے

''نبوت اصول دین کا جز ہے۔ ختم نبوت ضروریات دین میں داخل ہے۔ ضروریات دین کا منکر مرتد یا کافر ہے۔ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو وہ کافر ہے اور کافر کی نجاست مسلّم ہے۔ اسی طرح جو لوگ کسی شخص کو نبی مانتے ہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وہ ہمارے نزدیک کافر ہیں۔ اس زمرہ میں مدعی نبوت بھی ہے۔''

(نوٹ از ادارہ):۔ سابق مجتہد اعظم حضرت آقائے محسن الحکیم توضیح المسائل مفید صفحہ ۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں:

''وہ مسلمان جو اللہ یا پیغمبر خاتم النبیین کا انکار کر دے یا ایسے حکم کا جس کو تمام مسلمان دین کا جز سمجھتے ہوں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ حکم ضروری نہیں ہے انکار کر دے تو وہ مرتد ہو جائے گا۔''

حضرت مولانا شیخ محمد حسین صاحب فاضل عراق (سرگودھا) جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''جو شخص ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار کرے وہ بالاتفاق دائرہ دین سے خارج متصور ہوتا ہے۔ ضروریات دین سے مراد وہ امور ہیں جن پر اس دین کے پیروؤں کا باوجود اپنے کئی ایک داخلی اختلافات کے اتفاق و اجماع ہو اور منجملہ ان ضروریات کے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لہٰذا جو شخص ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا جو شخص ایسے مدعی کی تصدیق کرے اس کے لیے دین اسلام کے دائرہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

حضرت مولانا حسین بخش صاحب قبلہ فاضل عراق پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا تحریر فرماتے ہیں:

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور کاذب نبی کو نبی ماننا بھی کفر ہے۔''

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرے کسی کاذب مدعی نبوت کو مدعی تسلیم کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔''

حضرت مولانا سید گلاب حسین شاہ صاحب نقوی، پرنسپل مدرسہ مخزن العلوم الجعفریہ ملتان تحریر فرماتے ہیں:

''نزد علمائے شیعہ امامیہ جھوٹا نبی کافر ہے اور اس کی نبوت پر ایمان رکھنے والا بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔''

مولانا محمد بشیر صاحب انصاری فرماتے ہیں:

''بعد حضرت ختمی مرتبت کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ جو دعویٰ کرے وہ کافر ہے اور اس کے ماننے والے بھی کافر ہیں۔''

جناب چیئرمین: مولانا ظفر احمد انصاری صاحب کل صبح۔ عبدالعزیز بھٹی۔

جناب عبدالعزیز بھٹی: جناب چیئرمین! اس معزز ایوان کی اسپیشل کمیٹی کے سامنے جو قراردادیں زیر غور ہیں، اس میں جو خاص بات زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ پاکستان میں پاکستان کے شہری ہیں اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر یقین نہیں رکھتے، ان کا اسلام میں کیا مقام ہے۔ یہ مسئلہ زیر غور ہے۔ اس ضمن میں جو شہادت یہاں مرزا ناصر صاحب نے دی اور اس کے بعد لاہوری جماعت کے صدر مولانا صدر الدین صاحب نے دی اور ان پر جرح ہوئی، بہت سے ایسے مقامات پر انھیں ہر طرح کا موقع دیا گیا کہ وہ اپنا پوائنٹ آف ویو پیش کریں۔ اس تمام جرح اور ان کے بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کچھ گزارشات کروں گا۔

میں لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ پہلی بات جو انھوں نے اعتراض کیا ہے وہ یہ تھا کہ اس اسمبلی کو ان قراردادوں پر غور کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس ضمن میں میں ایک دو باتیں آئین کے حوالے سے عرض کروں گا وہ یہ ہیں کہ جہاں تک پاکستان کے آئین کا تعلق ہے، اس میں آرٹیکل ۲ اس طرح کا ہے:

"Islam shall be the State relegion of Pakistan."

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ پاکستان ایک ایسی سٹیٹ ہے جو مذہبی نظریات پر مبنی ہے، نہ کہ یہ کوئی غیر مذہبی سٹیٹ ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کی یہ ذمہ داری ہے اور یہ فرض بنتا ہے فیڈرل گورنمنٹ کا کہ وہ اسلام کے بارے میں، اسلام کی protection کے لیے، اسلام کی ان متعین حدود کے لیے، اسلام کی بھلائی کے لیے، اسلام کو برقرار رکھنے کے لیے وہ ہر طرح کا قانون بنائے اور اس کی نگہبانی کرے۔ اور اس ضمن میں اگر کوئی فرقہ کوئی جماعت کوئی مذہب پاکستان کے اندر یا پاکستان کے باہر مذہب اسلام کے خلاف کسی قسم کی کوئی بات کرے تو میں سمجھتا ہوں اس کا چیلنج اسے قبول کرنا چاہیے اور اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں یہ ایک ذمہ داری بنتی ہے پاکستان کی حکومت پر۔

نمبر دو اس میں آرٹیکل ہے ۲۰۔ اس میں ہے:

"Subject to law, public order and morality,_

(a) every citizen shall have the right to profess, practise and propagate his religion; and

(b) every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish maintain and manage its religious institutions".

جہاں تک اس آرٹیکل کا تعلق ہے یہ بات بالکل واضح ہے کہ حکومت کو اور حکومت کی اتھارٹی جیسا کہ یہ ہاؤس ہے، لیجسلیٹو باڈی کو یہ مکمل طور پر اختیار ہے کہ وہ کچھ کسی حد تک قانون یہ بنائے کہ جس میں public order and morality جو ہے وہ قائم ہو سکے، اور اس ضمن میں یہ اسمبلی اگر کوئی قانون بنانا چاہے تو اسے پورا اختیار ہو۔ سوال یہ رہ جاتا ہے کہ آیا پاکستان کے لوگوں کو جو مسلمان ہیں وہ اگر یہ محسوس کرتے ہیں

کہ ان کے مذہب پر، ان کے faith پر ان کے ایمان پر ایک ایسا فرقہ یا کچھ لوگ اس ملک کے اندر اس طرح کی سازشیں کر رہے ہیں جس سے ان کے مذہب کو، ان کے بنیادی حقوق کو، ان کے اپنے faith کو ان کے اپنے ایمان کو نقصان پہنچ سکتا ہے تو کیا اس اسمبلی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ اس طرح کا کوئی قانون بنائے کہ ان کے حقوق پر، ان کے faith پر کوئی آنچ نہ آئے، ان کے faith کا کوئی نقصان نہ ہو۔ یہ بات درست ہے کہ fundamental rights میں ہر کسی کو یہ حق ہے کہ اس کے معاملات ذاتی جو ہیں اس طرح کے اس میں کوئی دخل نہ دے۔ لیکن یہ حق دوسروں کو بھی پہنچتا ہے اور یہ حق دوسرے کو بھی دینا چاہیے کہ انھیں کوئی حق نہیں۔ میں اس میں یہ وضاحت کرتا ہوں کہ اگر مرزائیت کے لوگ مرزائی جو ہیں یا قادیانی جو ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اپنے اس طرح کے faith میں کوئی دخل اندازی نہ کرے تو انھیں بھی یہ حق دینا چاہیے ہم لوگوں کو یا دوسرے لوگوں، کو مسلمانوں کو، کہ ان کا جو حق ہے، ان کی جو سوچ ہے، ان کا جو faith ہے وہ ان میں دخل اندازی نہ کریں، اسے خراب کرنے کی کوشش نہ کریں، اسے غلط ملط کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مذہب اسلام مرزا صاحب کا بنایا ہوا نہیں ہے۔ مذہب اسلام کی جو حدود ہیں یہ جو کچھ اس کے اصول ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے متعین کیے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا تعین کیا گیا ہے۔ اس میں اگر کوئی تبدیلی کرے گا تو یہاں جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں، اسلام پر ایمان رکھتے ہیں، انھیں یہ حق پہنچتا ہے کہ اسے چیلنج کریں کہ یہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہو۔ اور یہ ذمہ داری ہے اس حکومت کی ۔اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ اعتراض جو ہے وہ قابل قبول نہیں اور اس اسمبلی کو یہ اختیار ہے کہ وہ اسے چیلنج کرے۔

پھر ایک آرٹیکل ہے ۳۱ جس میں یہ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ:

(1) Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to the Holy Quran and Sunnah".

اس سے بھی مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ یہاں کے لوگوں کو جو مسلمان ہیں انھیں اس طرح کی facilities provides کی جائیں، خواہ وہ قانون بنانے سے ہوں، خواہ کسی اور طریقے سے ہوں، کہ وہ اس طرح کے حالات پیدا کریں کہ لوگ صحیح اسلام کو اپنائیں اور صحیح اسلامی زندگی جو ہے اسے اپنا کر اپنی منزل تک پہنچیں، نہ کہ اس طرح کے لوگوں کو اجازت دیں کہ جو مرضی ہے وہ چاہے اسلام کو بگاڑیں، طرح طرح کی تاویلیں کریں، طرح طرح کے معانی اور طرح طرح کی قرآن مجید کی وہ تاویلیں کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں تو اس لحاظ سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اس طرح کی بات کرنے کی کوشش کرے تو یہ اسمبلی دخل اندازی کر سکتی ہے، قانون بنا سکتی ہے۔ انھیں منع کرنا چاہیے۔ جو کچھ بھی merits کا فیصلہ ہو گا وہ انھیں اپنانا چاہیے۔

ایک اور بات، انھوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ کی جو فیڈرل لسٹ ہے یہاں کانسٹی ٹیوشن نے دی ہے اس میں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کوئی قانون بنائے یا اگر یہ کوئی سبجیکٹ تھا تو یا تو یہ اس صورت میں residuary powers میں آنا چاہیے اور وہ صوبائی حکومتوں کا ہے۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ فیڈرل لسٹ میں سیریل نمبر ۵۸ پر یہ فیڈرل گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ وہ ایسی کوئی چیز جو فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہو اس ضمن میں قانون بنائے۔ میں یہ اس لیے ریفر کر رہا ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس دستور کو amend کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر

merits پر کوئی فیصلہ ہو تو اس میں دستور کو amend کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک simple یہ نیشنل اسمبلی یا پارلیمنٹ جوائنٹ سیشن میں یہ کسی طریقے سے قانون بن سکتا ہے اور وہ یہ ہے:

Serial No. 58 of the Federal legislative list:

"Matters which under the Constitution are within the legislative competence of Parliament or relate to the Federation".

تو آرٹیکل ۲ اور آرٹیکل ۲۰ اور ۳۱ کے تحت یہ مسئلہ جو ہے یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔ اس لحاظ سے اس فیڈرل لسٹ کے اس سیکشن ۵۸ کے تحت یہ قانون بنایا جا سکتا ہے۔

اور آخری بات کہ آیا یہ اسمبلی مجاز ہے یا نہیں، اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے قانون کے مطابق چونکہ انھوں نے خود نیشنل اسمبلی کو، سپیکر نیشنل اسمبلی کو یہ لکھا کہ ہمیں بلایا جائے، ہمیں سنا جائے، انھوں نے by conduct surrender کیا ہے، یہاں آ کر انھوں نے سٹیٹمنٹ دی ہے اور انھوں نے اس بات کی ذمہ داری قبول کی ہے کہ یہ اسمبلی مجاز ہے۔ تو اب وہ اس بات کا انکار نہیں کر سکتے کہ اس اسمبلی کو اختیار نہیں۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ان کے اس اعتراض کا تعلق تھا یہ رد ہوتا ہے۔

اب رہا مسئلہ merit پر کہ آیا وہ لوگ عقیدے کے لحاظ سے مسلمان ہیں یا نہیں ہیں، ان کا مذہب کیا ہے، ان کا ایمان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں بے شمار اس پر تقریریں بھی ہوئیں، شہادت بھی لی گئی ہے، جرح بھی ہوئی ہے، اور معزز ایوان کے بے شمار ممبران نے طرح طرح کے حوالے بھی یہاں ہاؤس میں پیش کیے ہیں۔ تو ایک بات میں بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس کا وہ بھی انکار نہیں کرتے اور وہ یہ کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔ کس طرح کا نبی مانتے ہیں، یہ ایک تاویل کی بات ہے، یہ ایک ان کے اپنے مطلب کی بات ہے۔ کبھی ظلی کہتے ہیں، کبھی بروزی کہتے ہیں، کبھی چھوٹا کہتے ہیں، کبھی بڑا کہتے ہیں۔ بہرحال یہ بات طے شدہ ہے۔ اور جب خود انھوں نے مانا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاؤس کے ممبران کو اس طرح کے حوالے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ نبی مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ یہ انھوں نے بڑے واضح الفاظ میں مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنی جرح کے دوران یہ بات کہی ہے کہ ہم انھیں نبی مانتے ہیں۔ لیکن کیا کہتے ہیں کہ وہ چھوٹے قسم کے، کبھی کہتے ہیں ظلی ہیں، کبھی کہتے ہیں بروزی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ہمارے آئین کے تحت آرٹیکل ۴۲ اور (۴)۹۱ کے تحت ایک بات یہ مکمل طور پر اس ملک کا بڑا ادارہ پہلے ہی فیصلہ کر چکا ہے کہ اس ملک کے لوگوں کا، مسلمانوں کا یہ ایمان ہے کہ کسی قسم کا کوئی نبی اور نہیں آئے گا۔ آخری نبی ہمارے رسول مقبول صلعم ہیں۔ اگر یہ بات فیصلہ شدہ ہے، ہم اس طرح کی بات کر چکے ہیں، تو اس پر میں سمجھتا ہوں ہمیں بالکل وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا اور کوئی نبی آ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ صحیح بات ہے، یقینی بات ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کم از کم اس ملک کے لوگوں کا یقیناً ایمان ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہوا ہے تو اس پر مزید دیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نبی مانتے ہیں تو اس بارے میں کیا ہمیں کرنا چاہیے۔ اگر وہ نبی کہتے ہیں، جیسا کہ انھوں نے اپنے بیان میں یہ کہا کہ مانتے ہیں، تو آیا کسی اور کو نبی کہنے سے ان کا status کیا رہتا ہے۔ سیدھی بات جو ہے وہ یہ ہے، اس پر ہم نے فیصلہ کرنا ہے۔ یقیناً یہ بات درست ہے کہ بعض مسلمان ___ شاید اس میں میں بھی شامل ہوں ___ کہ کئی ہم سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ گنہگار ہیں۔ اسلام کی ساری چیزیں تو شاید ہم سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ لیکن بعض fundamentals ایسے ہیں، بعض چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی خلاف ورزی، جن سے انکار کرنا جو ہے وہ اتنا بڑا کفر ہے کہ وہ آدمی دائرہ اسلام اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ جو انھوں نے

جو دوسری ایک تحریک تھی مفتی صاحب اور باقی چند ممبران کی طرف سے اور کچھ اس طرف سے شاید اس میں شامل تھے جنھوں نے پیش کی ہے، اس میں چند اور باتیں بھی تھیں۔ ایک یہ کہ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو جو خاص خاص posts پر ہیں ان سے ہٹایا جائے۔ اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ پاکستانی ہیں، وہ کہتے ہیں پاکستانی، پاکستان میں وہ رہ رہے ہیں۔ اس کے لیے اگر یہ اسمبلی فیصلہ کرے کہ اس طرح انھیں یہ حق نہیں دینا چاہیے تو اس صورت میں ہمیں دستور میں ترمیم کرنی پڑے گی، جو میں سمجھتا ہوں ممکن ہے کچھ دوست مجھ سے اس بات پر ناراض ہوں، لیکن یہ قانونی ایک بات ایسی ہے کہ جس میں ہمیں دشواری ضرور ہوگی۔ جہاں تک اس دوسری بات کا تعلق ہے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں، اس میں وہ بے شک ساری دنیا میں جا کر کچھ بھی کہیں، اس میں ہمارا کیس اتنا سٹرانگ ہے، مسلمانوں کا کیس اتنا سٹرانگ ہے کہ ہم پورے طریقے سے defend کر سکتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ غلط بات کہتے ہیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انھیں posts نہ دی جائیں، وہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی پالیسی کا مسئلہ ہے۔ وہ بعد کی باتیں ہیں۔ اگر حکومت کے ذمہ دار لوگ چاہیں تو وہ کسی مقام پر کسی کو رکھ سکتے ہیں۔ کسی مقام پر نہ چاہیں تو نہ رکھیں۔ لیکن اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پاکستان کی بدنامی ہے۔ اس ضمن میں میں اپنے معزز ممبران اسپیشل کمیٹی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ یہ باتیں اپنے ذہن میں ضرور رکھیں۔

ساتھ بات ایک اور بھی ہے کہ اگر انھیں منیارٹی declare کیا جائے، غیر مسلم declare کیا جائے، تو یقیناً پاکستان کے لیے خطرات بھی ہیں۔ یہاں جو دوست اور معزز ممبران بیٹھے ہیں سارے کے سارے، میرا یہ ایمان ہے کہ وہ پاکستان کو قائم اور دائم رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان برقرار رہے اور پاکستان کی آزادی پر کوئی آنچ نہ آئے۔ اور جو خطرات انھیں منیارٹی declare کرنے میں ہمیں درپیش ہوں گے انھیں بھی

مدِنظر رکھنا چاہیے۔ اس کا مقابلہ کس طرح کیا جائے، ان کے نظریات کا مقابلہ کس طرح کیا جائے۔ اگر صرف یہ بات ہو کہ ہم میناریٹی declare کر دیں، قانون بنا دیں گے، اور اس کے بعد اپنی سیاسی مصلحتیں سامنے رکھ کر جو بھٹو صاحب کی پارٹی کے مخالف ہیں وہ نعرہ بازی کریں کہ ٹھیک ہے کہ اب داؤ پر لگا ہوا ہے، حالات خراب ہیں، ہم تو تماشائی بن کر بیٹھیں، یا جو اپنے اپنے سیاسی مفادات کی خاطر کچھ اس طرح کے طریق کار کو اختیار کریں تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو اتنا بڑا نقصان ہوگا، اور جس مقصد کو ہم یہاں لے کر بیٹھے ہیں شاید وہ بھی ضائع ہو جائے۔ شاید وہ حقیقی مسلمان جس کے لیے آج آپ جن کے حقوق کی خاطر یہاں بیٹھ کر سوچ بچار کر رہے ہیں شاید ان کی وہ بات بھی نہ بن سکے۔ اس لیے اس بات کو بھی ہمیں مدنظر رکھنا ہوگا۔ اور پھر ساتھ ساتھ یہ بھی اگر تصور کر لینا کہ جتنے احمدی ہیں سارے کے سارے وہ اچھے پاکستانی نہیں ہو سکتے یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ بات غلط ہے۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگ، جس طرح میں نے پہلے کہا ہے کہ انھیں صحیح طریقے سے علم نہیں تھا، انھیں حالات سے صحیح واقفیت نہیں تھی، ان کے لیے مجبوریاں تھیں۔

میں اپنے حلقہ انتخاب کا ایک واقعہ آپ کو بتاتا ہوں۔ ایک گاؤں کے سارے کے سارے لوگ قادیانی تھے۔ سوائے ایک گھر کے باقی قادیانی تھے۔ لیکن سوائے ایک گھر باقی سارے کے سارے مسجدوں میں جا کر جمعہ کی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اور وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ غلطی ہوئی ہے، یہ ان سے گناہ ہوا ہے، بھول ہوئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اسٹیج اس طرح کی آ سکتی ہے کہ ان لوگوں سے بھی کوئی طریقہ کار ایسا adopt کیا جائے، کسی ایسی تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے جس سے ان لوگوں کو جو واپس آنا چاہتے ہیں انھیں بھی موقع ملنا چاہیے۔ تو ایسا کوئی قانون نہیں ہونا چاہیے جس سے یہ دروازے بند ہو جائیں، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ بہت سے لوگ جو بھول سے یا کسی غلط